ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

یوسف کمبل پوش ”عجائباتِ فرہنگ“۔۔۔تجزیاتی مطالعہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

صدر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

وسیم ارشد

معاون شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر منزہ منور

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

The first regular Urdu Safarnama "Ajaibat Farang" we find in the form of authorship and it was first published in 1847 in Delhi. Thus, the entire history of Urdu Safarnama consists of about 169 years, but the way Urdu Safarnama went through its evolutionary process rapidly in this short period is both commendable and praiseworthy. During this period, legendary colors were seen blooming in Urdu travelogues. Sometimes it is similar to the Urdu story, sometimes it is seen to collide with Urdu fiction. Sometimes he welcomed the novel and sometimes adopted a dramatic tone. Safarnama has also been close to the drama due to the characters of Urdu Safarnama living, talking, and being busy in sightseeing. Good dialogues, jokes, humor and every dramatic color has been a part of travelogues.

Keyword:

عجائبات فرنگ، سفر نامہ، منظر نگاری، جزئیات نگاری، کمبل پوش، کوچوان

اُردو زبان میں پہلا سفر نامہ ”تاریخ یوسفی المعروف“ بہ ”عجائبات فرنگ“ ہے۔ جسے یوسف خان ولد رحمت خاں غوری نے تحریر کیا۔ یوسف کمبل پوش کا سن ولادت تو گوشہ گمنامی ہے لیکن تاریخ وفات ۱۰۔اگست ۱۸۶۱ء ہے اور اس تاریخ کو ہی اس کا لکھنو میں انتقال ہوا۔ یوسف کمبل پوش نے ۱۸۳۷ء میں انگلستان کا سفر کیا تھا اور ان کا یہ سفر نامہ ۱۸۴۷ء میں دہلی سے طبع ہوا اور اپنے انداز بیان کی وجہ سے آج بھی شہرت کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ ”عجائبات فرنگ“ کی اولیت کے بارے میں حامد حسن قادری یوں گویا ہے:

> ”یوسف خان کا اسلوب انیسویں صدی کی نثر کا اچھا نمونہ ہے۔ اس میں پڑھے جانے کی عمدہ صلاحیت ہے۔ سفر نامے کے دلچسپ واقعات اور ذاتی تاثرات کے سبب سے افسانہ و ناول کا سا لطف پیدا ہو گیا ہے اور کمبل پوش صاحب نے سفر اور سفر نامہ دونوں کا حق ادا کر دیا ہے۔“(۱)

یہ سفر نامہ ادب و فن کے اعلیٰ معیارات پر پورا اُترتا ہے۔ اس کے اسلوب، تحیر و تجسس اور چونکا دینے والی معلومات نے اُسے آج بھی زندہ و جاوید رکھا ہے۔ کمبل پوش کی راست گوئی، صاف گوئی، بے باکی اور غیر متعصب انداز نے اس کی مقبولیت میں جہاں بے پناہ اضافہ کیا ہے وہیں کمبل پوش کی منظر نگاری اور جزئیات نگاری نے بھی اس سفر نامے کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ کمبل پوش نے جب عجائبات فرنگ لکھا تو اس وقت بھی اس کا شوخیانہ پن اور بے باکانہ پن اپنے نقطہ عروج پر تھا اور آج کئی سو سال گزرنے کے بعد بھی کمبل پوش ویسے کا ویسا ہی حسن کا شیدائی نظر آتا ہے۔ جہاں حسن دیکھتا ہے وہیں اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ ”تاریخ یوسفی“ میں یقیناً حسن یوسف کا جمال موجود ہے جو کوئی بھی اس سفر نامے کا مطالعہ کرتا ہے اس کی خوبیوں اور رعنائیوں پر صدقے واری جائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹر خالد محمود اس سفر نامے کی تعریف کرتے ہوئے یوں گویا ہے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

"عجائبات فرنگ کی صرف یہی ایک خوبی نہیں کہ وہ اردو کا پہلا سفر نامہ ہے۔ پہلا سفر نامہ ہونا تو اس کی تاریخی خصوصیت ہے ورنہ اگر اسے پہلا سفر نامہ ہونے کا شرف حاصل نہ ہوتا اور یہ کسی اور نمبر پر رہتا تو بھی زبان و بیان کی بے باکی، بے ساختگی، وارفتگی اور حقیقت نگاری کی وجہ سے اس کی شہرت اور اہمیت میں کوئی فرق نہ آتا۔" (۲)

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کو شرفِ اولیت حاصل ہو جاتا ہے تو یہی اس کی بڑی خوبی سمجھی جاتی ہے لیکن "عجائباتِ فرنگ" اس خوبی کے علاوہ کئی اوصاف پر مبنی ہے جن میں اسلوب بیان، تکنیک، طرزِ تحریر نہایت عمدہ ہے۔ ڈاکٹر انور سدید عجائبات فرنگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اردو سفر ناموں میں اب تک یوسف خاں کمبل پوش کا سفر نامہ "عجائبات فرنگ" قدیم ترین شمار ہوتا ہے۔" (۳)

یوسف خاں کمبل پوش اردو ادب میں اس لیے ہمیشہ زندہ رہیں گے کہ اُنھوں نے اردو سرمایہ ادب میں ایک نئی صنف ادب کی خشت اول رکھی۔ انھوں نے ۱۸۳۷ء میں انگلستان کا سفر کیا اور اس سفر کی روداد بعنوان "تاریخ یوسفی" قلم بند کی جو بعد میں عجائبات فرنگ کے نام سے شہرت پائی۔ یوسف خاں کے انگ انگ میں ایک حقیقی سیاح کے جذبات موجود تھے جن کا واضح ثبوت اُن کا یہ سفر نامہ ہے۔ سفر نامہ محض ایک سفری روداد نہیں ہوتی بلکہ اس میں سوانح عمری کا عنصر ملتا ہے، تہذیبوں کی تاریخ اور وہاں کے باشندوں کا رہن سہن، رسوم و رواج کی عکاسی ہوتی ہے۔ زندگی کا عکس ایک ناول میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جس میں کسی معاشرے کی، کسی عہد کی، اور کسی زمانے کی حقیقی تصویر کشی ملتی ہے۔ اسی طرح اگر افسانے کو دیکھیں تو اس میں زندگی کا کوئی ایک پہلو نظر آتا ہے۔ اگر ایک سفر نامہ نگار اپنے سفر نامے میں ایسے عناصر کو استعمال کرتا ہے جو ناول یا افسانے کے لازمی جزہیں تو اس سفر نامے میں افسانویت بر ملا دیکھی جاسکتی ہے۔ اگر ہم یوسف خاں کمبل پوش کے سفر نامے کا مطالعہ کریں تو اُس میں کئی افسانوی عناصر جیسے منظر نگاری، جزئیات نگاری، جمال پرستی اور دیگر افسانوی عناصر جا بجا ملتے ہیں۔

یوسف خاں کمبل پوش ایک آزاد کھلاڈلا اور جذباتی انسان ہے وہ حسن کا رسیا اور خوب صورتی کا دیوانہ ہے خوب صورت عورتوں کو دیکھتے ہی اُن پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ جہاں وہ نسوانی حسن و جمال کا ذکر کرتا ہے وہاں اس کے قلم میں اور تیزی آجاتی ہے۔ کمبل پوش جب کسی خوب صورت عورت کو دیکھتا ہے تو اس کے جذبات سوتے کی طرح پھوٹنے لگتے ہیں۔ وہ لندن میں ایک آوارہ نظر، آزاد فکر سیلانی کی صورت ادھر ادھر گھومتا ہے اور ساری رنگینیوں اور دلآویزوں سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اُسے جہاں اچھی صورت دکھائی دیتی ہے وہیں پھسل پڑتا ہے:

"اکبارگی ایک رنڈی پری زاد نکلی۔ اس کے دیکھنے سے میری آنکھ میں ٹھنڈک آئی عجب صورت رکھتی کہ چاند کو شرماتی۔ پردہ سے نکل کر اس میز کے پاس آبیٹھی اور پانی کے پیالہ سے ہاتھ بھگو کر ان بارہ پیالوں کو بجاتی۔ ان سے ایسی آواز نکلتی کہ دل کو بے تاب کرتی۔ اس کے سننے کے لیے سارا بدن کان ہو گیا اور صورت دیکھنے کے لیے ہر عضو آنکھ بنا۔ بخدا اس آواز کو جنگل میں اگر جانور سنتے، بے خود ہو کر مطیع اور فرماں بردار اس کے ہو جاتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ یہ رنڈی ہے یا پری جادو کر رہی ہے۔"(۴)

کمبل پوش خوب صورت حسیناؤں کو دیکھ کر بہت زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے ان کے حسن کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے اور اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ حقیقتاً وہ ایک حسن پرست اور عاشق مزاج شخص ہے اس کے عاشقانہ مزاج کا اظہار سفر نامے کی ہر سطر میں موجود ہے۔ یوسف کمبل پوش کی دوشیزہ پر فریفتہ ہونے کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

"بعد اس کے بی بی لکی کی بیٹی آئی اور بین ہاتھ میں لائی جب اس کو بجانے لگی۔ قدرت خدا کی نظر آئی کیا آواز تھی اگر دریا پاس بجاتی۔ پانی بہتا رک جاتا اگر صحرا میں وہ آواز پہنچتی جانوروں کو راحت آتی۔ نکیسا اگر اس کو سنتا، پردہ میں چھپتا، عمر اس کی چودہ برس کی حسن و جمال میں بے مثل تھی، میں اس لیلیٰ وش کو دیکھتے ہی مجنوں بن گیا۔"(۵)

کمبل پوش کا اسلوب بیان اتنا دلکش اور دلآویز ہے کہ وہ ایک عام سی بات یا عام سے واقعے کو ایسے پُرکشش اور پر تجسّس انداز میں بیان کرتا ہے کہ سفر نامہ پڑھتے ہوئے قاری کی دل چسپی کا تار کہیں بھی نہیں ٹوٹتا۔ وہ دل چسپ واقعات کے ذریعے شگفتہ اسلوب میں قصّہ در قصّہ سفر نامہ کو مکمل کرتا ہے۔ دیکھیے کہ مصنف کیسے ایک رنڈی پر

فریفتہ ہے:

"مٹھائی بیچنے والیوں کی دکان پر گیا۔ دیکھا کہ رنڈیاں خوبصورت تھال مٹھائی کے سلیقہ سے جمائے ہوئے بیچ رہی ہیں۔ جب مجھ سے چار چشم ہوئیں، بے اختیار ہو گیا۔ دل ہاتھ سے کھو گیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا قسم مٹھائی سے جو چاہو سو لو۔ میں نے جواب دیا تمھارے لب نوشین کلام شیریں کے سامنے مٹھائی کیا اصل ہے۔ یہ اصل وہ نقل ہے تم خود شہد ہو اس سے زیادہ کیا مٹھائی ہے۔ بھلا سچ کہو۔ یہ سن کر وہ بہت ہنسیں اور باتیں معشوقانہ فرمائیں۔ اپنے پاس عنایت سے بٹھلایا۔ بندہ ان کی شریں گفتاری سے چاشنی یاب ہوا۔" (۶)

سراپا نگاری کمبل پوش کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ خوب صورت حسیناؤں کا سراپا بیان کرنے میں اس نے کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ کمبل پوش کو خوب صورتی پسند ہے اور بد صورتی سے وہ اس طرح دور بھاگتا ہے جیسے انسان شیر کو دیکھ کر بھاگ اٹھتا ہے۔ کمبل پوش بد شکل عورتوں سے دور بھاگتا ہے اور ان کی صحبت سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی ایک موقع پر کمبل پوش کا ردعمل دیکھنے کے قابل ہے:

"سب طرح سے مجھ کو گاڑی پر آسائش تھی۔ مگر آدھی راہ میں ایذا پہنچی اس لیے کہ کوچوان نے ایک عورت بد شکل کو میرے پاس بٹھلایا۔ پہاڑ سے موٹی تھی صورت اس کی سے نفرت ہوتی تھی۔ میں نے اپنے تئیں بہت بچایا تو بھی اس کے موٹاپے سے صدمہ پہنچا۔ خدا نے خیر کی کہ وہ آدھی راہ سے اتر گئی۔" (۷)

جمالیات، حسن پرستی اور جنسیات کسی بھی رومانوی، افسانوی ادب کی تکمیل کے لیے لازمی عناصر ہیں۔ یوسف کمبل پوش کے پاس نسوانی حسن جہاں بھی آتا ہے اُن کے قلم میں تیزی آجاتی ہے وہ عورتوں کے حسن کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنی خواہشات کو بھی برملا بیان کرتا ہے۔ وہ جو منظر اپنے سامنے دیکھتا ہے اس کی اپنی لفظوں میں تصویر کشی کیے بنا نہیں رہتا؛

"سارے کپڑے تر ہوئے مگر گرتے پڑتے گھر چلے۔ راہ میں دو رنڈیاں ایک خوبصورت دوسری کریہہ الہیبت ملیں۔ میری وضع خلاف اس شہر کے دیکھ کر ترک ترک کہتی تماشا دیکھتی پیچھے دوڑی آئیں۔ اکبار پانو پھسلا، دونوں لڑکھڑا کر گریں۔ میں نے قریب جا کر زن جمیلہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔ بد شکل کو ویسے ہی چھوڑا۔ وہ بڑی محنت سے اٹھ کر اپنی بولی میں کچھ کہنے لگی مگر اس زبان سے مجھ کو آگہی نہ تھی۔ آخر اس نے ایک دھکا دیا مجھ کو زمین پر گرایا۔ دوسری عورت خوبصورت نے جس کو میں نے اٹھایا تھا۔ میری طرف ہو کر اس سے مقابلہ کیا۔" (۸)

اس میں اگر یوسف خان کی ذہنی کیفیت دیکھیے تو وہ دوہرے معیار کی نظر آتی ہے جس پر حسن پرستی کا غلبہ نظر آتا ہے بیک وقت دو عورتوں کے گرنے پر وہ صرف خوب صورت عورت کی جان بچاتا ہے اور بد شکل کو اسی حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ بظاہر یہ اس کے رویے کی عکاسی ہے جب کہ دوسری طرف دیکھے تو کمبل پوش کی سچائی و دیانت داری دکھائی دیتی ہے۔

یوسف خاں کے ہاں سراپا نگاری کمال کی ہے اس سراپا نگاری میں تشبیہ اور استعارے سے کام لیتے ہیں اور اُن کا قاری اُن کے لفظوں کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ یوسف کمبل پوش نے اپنی تحریر کو خوب صورت رنگ دینے کے لیے لکھنوی انداز کی طرح تشبیہات و استعارات کا استعمال جس کمال مہارت کے ساتھ کیا ہے۔ اس نے کمبل پوش کے اسلوب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تشبیہات و استعارات کے استعمال سے بلا کا رچاؤ اور توانائی پیدا ہو جاتی۔ یہی رچاؤ اور توانائی اپنی تحریر کو دیتے ہوئے وہ ایک مرہٹن کے بارے میں یوں گویا ہے:

"راہ میں ایک عورت نوجوان مرہٹن پری زاد زعفرانی اطلس کے کپڑے پہنے ہوئے ملی۔ نیزہ ہاتھ میں لیے ایک کھیت گھوڑ پر سوار جاتی تھی۔ عجب حسن و جمال درخشاں رکھتی کہ دیدہ خورشید نے اس کی طرف ٹکٹی باندھی۔ چہرہ اس کا درمیان بالوں عنبریں کے یوں چمکتا ہے جیسے سورج کالی گھٹا سے نکلا۔ زیور خورشید طلائی بالوں میں گندھا، عجب کیفیت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

دکھاتا۔ انداز اس کا معشوقانہ تھا دل دیکھتے ہی لوٹ جاتا جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھتی فتنہ بپا کرتی۔ فقیر یونہی چار چشم ہوا۔ آئینہ ساحیران ہو کر دیکھتا رہا۔"(۹)

کامیاب سفر نامہ لکھنے کے لیے یوسف کی سی مشاہدے کی گہرائی اور وسیع النظری درکار ہوتی ہے۔ کمبل پوش نے سیاحت کی روح کو سمجھ لیا اس نے جتنی بھی اہم عمارات اور قابل دید مقامات کو دیکھا اُسے اپنے سفر نامہ کا حصہ بنایا اور ہر ایک عمارت کی جزئیات کو احسن طریقے سے پیش کر دیا۔ اپنے سفر نامے میں وہ لندن کے ایک راستے کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے:

"خلاصہ یہ ہے کہ پہر رات گئے لندن کی سڑک پر پہنچا۔ عجب راستہ دیکھا۔ پتھر کا بنا بیچ تین جانوروں کی راہ تھی۔ اس میں آدمیوں کے چلنے کی ہر گز نہ اجازت شاہ تھی۔ ادھر ادھر دو طرفہ چار چار یا تین تین گز راہ آدمیوں کی اسی سبب سے اس میں خوب صفائی تھی۔ دو طرفہ شاخوں آہنی پر فانوس اور گیس جلتے۔ چمک ایسی کے ستارے کو شرمائے۔ دونوں طرف بنے ہوئے مکان نفیس اور بہتر جیسے صفیں جنگیں کھڑی ہوں۔ جم کر بلندی اور اونچان میں ہر ایک برابر۔ مرد رنڈیوں راہ چلنے والیوں کا کیا بیان۔ جیسے جنت میں حوروں کے ساتھ ہوں غلمان۔"(۱۰)

سفر نامہ نگار نے اپنی اس کاوش کو دل چسپ بنانے کے لیے اسے افسانویت کا رنگ دینے کی سعی کی ہے۔ سفر نامہ میں کئی ایسے مقامات آتے ہیں جنھیں پڑھتے پڑھتے قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ ایک افسانہ پڑھ رہا ہے یا سفر نامہ کہ "عجائبات فرنگ" میں افسانوی عناصر کی کمی نہیں ہے اور یوسف خاں نے انھیں بڑی دل کشی سے استعمال کیا ہے:

یوسف خاں کمبل پوش نے اپنے سفر نامے میں سیر و سیاحت کا حال بڑے دل آویز انداز میں پیش کیا ہے۔ اُس نے اپنے سفر کی تمام تفصیلات، راستے کی مشکلات اور منزلوں کے قیام کا ذکر بھی کیا ہے۔ یوسف خاں نے لندن میں اپنے قیام کے دوران، قابل دید مقامات، لندن کے مضافات، عجائبات و نوادرات، تاریخی عمارات، رسوم و رواج کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا اور ان تمام کی تفصیل کو اپنے سفر نامے میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے مشاہدے میں گہرائی ہے اور اس کا سفر نامہ منظر نگاری کا بہترین نمونہ ہے اپنے سفر نامے میں شہر کیپ کے خوب صورت منظر کو وہ کچھ یوں بیان کرتا ہے:

"سب مل کر کیپ کی سیر کو چلے۔ وہاں تین قلعے دیکھے۔ قوم ڈچ کے بنائے ہوئے تھے۔ دو قلعے سبب بے مرمتی اور گزرنے مدت دراز کے ڈھے گئے مگر ایک ان میں سے بہت مضبوط اور بلند قریب اس کے چھاؤنی گوروں کی قابل دیکھنے کے تھے۔ جاتے جاتے بازار میں پہنچے۔ دیکھا کہ بازار مختصر بہت اچھا تھا۔ دو طرفہ گوشت فربہ دنبے اور گائے کا لگا۔" (۱۱)

لندن میں ملکہ وکٹوریہ کے جلوس کا منظر دیکھنے کے لیے کمبل پوش کی حالت دیدنی تھی وہ ملکہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے کرایہ کا مکان لیتا ہے اور بہت مشکل سے جلوس کا پار کرتے ہوئے ملکہ کی سواری دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ندیدہ بچہ خوش رنگ مٹھائیوں کو دیکھ کر لینے کی ضد کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور پھر اُس کی کوشش ہوتی کہ وہ ساری مٹھائیوں پر قابض ہو جائے۔ ایسا ہی حال کمبل پوش کا دیکھنے کو ملتا ہے ملکہ کی سواری دیکھنے کے لیے وہ مبہوت کھڑا ہوتا ہے جیسے ہی ملکہ کی سواری اس کے قریب سے گذرتی ہے تو کمبل پوش اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ اپنی اس کیفیت کو وہ یوں بیان کرتا ہے:

"ملکہ مہر سیما کوئین وکٹوریہ معہ اپنی والدہ ماجدہ کے اس پر سوار تھیں چاند صورت سورج طلعت دکھائی دیتیں۔ تخمیناً عمر میں اٹھارہ برس کی مجمع شرم و جمال و عفت بے شمار تھیں۔ میں نے صورت دیکھتے ہی دل میں دعا کی یا اللہ گاڑی ملکہ کی میرے پاس پہنچ کر ایک لحظہ ٹھہرے۔ خدا نے سن لی۔ جب گاڑی میرے سامنے آئی تو ایک ساعت رکی، چہرہ نورانی ملکہ کا میں نے بغور دیکھا۔ نمونہ قدرت ایزدی کا پایا۔ آداب تسلیمات بجالایا۔ نگاہِ عنایت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ان کی ماں نے بھی دیکھا میں خوشی سے پھولے نہ سمایا اور دل میں دعائیں دیتا رہا کہ یا اللہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ ہو۔" (۱۲)

کمبل پوش اپنے عمیق قوت مشاہدہ کے ذریعے ان دیکھی دنیاؤں کو داستانوی رنگ دے کر قارئین کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور دل کش تخلیقی انداز میں وہ قاری کے آتش شوق کو حسین مناظر کے ذریعے اپنے احساسات و جذبات میں شریک کرتے ہیں۔ وہ چشم دید واقعات کے ذریعے قاری کو حقائق سے روشناس کرواتے ہوئے ان کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے داخلیت اور خارجیت کے امتزاج سے زندگی کی عکاسی کرتے ہیں:

"بردہ فروش لونڈیاں علانیہ بیچتے ہیں خود و حاکم و عس نہیں رکھتے ہیں۔ جو لونڈیاں خوب صورت کم سن دیکھتے ہیں ان کو علیحدہ ایک مکان میں پردہ نشین کرتے ہیں۔ جس خریدار کو صاحب عزت و ثروت جانتے ہیں اس مکان میں لے کر جا کر دکھلاتے ہیں۔ باقی اور لونڈیوں کو سر بازار بٹھلا کر بیچتے ہیں۔ لوگ دیکھ بھال کر مول لیتے ہیں۔ حال ان بیچاریوں کا اُن ظالموں کے ہاتھ سے متغیر تھا کسی کا بسبب فاقہ کشی کے بدن میں فقط چمڑا رہا۔ کسی کا سارا بدن ننگا۔ بندہ کپڑے سپید انگریزی پہنے تھا۔ اظہارِ خریداری لونڈی خوبصورت کا کیا۔ بردہ فروشوں نے اندر مکان کے لیے جا کر لونڈیاں خوبصورت دکھلائیں۔" (۱۳)

یوسف کمبل پوش گھوڑا گاڑی میں سفر کے دوران جو کچھ دیکھتا ہے۔ اس پر کبھی حیران ہوتا ہے اور کبھی قربان۔ حیرانی اور شوق کی یہ وارفتگی اس کے حرف حرف سے ٹپکتی ہے۔ یورپ کی ہر چیز کیسی پر کشش ہے، کیسی جاذب نظر، جاذب توجہ ہے کہ بس دیکھتے ہی رہیے۔ مناظر کا حسن دیکھتے ہوئے دیار غیر میں اسے اپنے وطن کی یاد ستاتی ہے۔ جہاں ایسا کچھ بھی نہیں نہ ایسا حسن، نہ جوانی اور نہ ایسا آسمان غرضیکہ ہر چیز اُسے مسحور کیے دیتی ہے۔ پورا سفر بچوں کی گہما گہمی میں گزر جاتا ہے۔ کہیں وہ چھوٹے بچوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف عمل ہیں تو کہیں نوجوانوں کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔ جو منظر بھی اس کی نظروں کے سامنے آتا ہے وہ اس اندر جذب ہو جاتا ہے۔ وہ خود بھی اس ماحول کا حصہ بن جاتا ہے۔ مناظر فطرت اور واقعات کی مستی اس کو مسرور کر دیتی ہے۔ دل کش اور خوبصورت مناظر میں ایسی کشش ہوتی ہے کہ دیکھنے والا ان مناظر کو دیکھتا رہ جاتا ہے۔ ایک دل چسپ منظر ملاحظہ فرمائیے:

"گاڑی پر سوار سیر دیکھتا جاتا تھا ہر گاؤں کو آباد آدمیوں کو خوش سلیقہ پایا۔ کنواریاں خوب صورت اپنے اپنے کھیتوں میں بیٹھیں۔ اناج کاٹتیں، باوجود بے مقدوری کے بڑے بناؤ سنگھار سے تھیں بلکہ بول چال و حسن و جمال میں امیر زادیوں ہندوستان سے بہتر معلوم ہوئیں۔ لڑکے پری زاد جا بجا جمع ہو کر عقل مندوں کی طرح بیٹھے باتیں کرتے لڑکپن میں وہ دانائی حاصل کی کہ ہندوستان کے بڑھوں میں نہیں ہوتی۔ کھیت غلوں سے اور میووں سے بھرے ہوئے۔ بالیاں دانوں سے پر خوشہ پروین سے پرے سرے ضرورت ان کی سی سے قطعہ جنت شرمندہ۔ دانے ان کے موتیوں سے زیادہ تابندہ۔" (۱۴)

یوسف کمبل پوش نے اپنے سفر نامے میں سیر و سیاحت کا حال بڑے دل کش انداز میں پیش کیا ہے۔ یوسف خاں انگلستان کی تہذیب و معاشرت کا دل دادہ ہے اور لندن کی خوب صورتی نے اسے حد درجہ متاثر کیا۔ اس کے مشاہدے میں گہرائی ہے اور اس کا سفر نامہ منظر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اپنے سفر نامے میں شہر کیپ کے خوب صورت منظر کو وہ کچھ یوں پیش کرتا ہے:

"عجب شہر طراوت افزا تھا کہ ہر طرف اس کے پہاڑ بلند سبزہ رنگا رنگ سے سبز رنگ تھے۔ غیرت وہ کارنامہ اژرنگ تھے۔ آب و ہوا وہاں کی ایسی معتدل اور لطیف تھی کہ ہر لحظہ بدن کو صحت اور دل کو راحت ہوتی۔ ہر چند ابتداء میں ان پہاڑوں کے دیکھنے سے وحشت ہوئی۔ مگر فی الواقعی روح نے اس سے تازگی پائی۔ وہ حال خواب و خیال معلوم ہوتا۔ اس لیے کہ ایسا شہر آباد کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس شہر کے دیکھنے سے میں ایسا مسرور ہوا کہ کبھی دل سے نہیں بھولتا۔" (۱۵)

اسلوب کے اعتبار سے کمبل پوش کا سفر نامہ ایک ایسا بیانیہ ہے جس میں ناول جیسا لطف و جاذبیت ہے۔ نثر سادہ اور سلاست سے بھرپور ہے۔ کمبل پوش کی زبان اکثر مقامات پر آرائشی اور مقفیٰ ہے۔ اس کا لہجہ شاعرانہ اور اسلوب افسانوی اور مبالغہ آرائی اس کا مزاج ہے۔ اس کی فکر جدید اور اطوار لکھنوی ہے۔ ذیل میں چند جملے بطور نمونہ

تحریر کیے جا رہے ہیں۔ جن سے کمبل پوش کی قافیہ پیمائی میں مہارت کا پتہ چلتا ہے:

"جھاڑ فانوس اس کی چھتوں سے لٹکتے ۔ جیسے ستار آسمان پر چمکتے، صحن ایسا وسیع تھا اگر لشکر اس میں آتا ایک کونے میں سما جاتا۔" (۱۶)

کمبل پوش کی قافیہ پیمائی کی ایک اور عمدہ مثال ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

"ناگاہ ایک معشوقہ چودہ برس کی دیکھی، ایک دوکان میں بیٹھی پری صورت، حور سیرت چاند اُس کو دیکھ کر شرمائے، سورج اسی کے فراق میں دن بھر چکر کھائے۔ عجب حسن و جمال بے مثال کہ بیان میں اس امر محال، گورے گورے گال، ہونٹ لال لال، دانت میں چمک، کمر میں لچک، شیریں ادا، دلربا، ابھری ابھری چھائیاں دل عاشقوں کا پھسلاتیں۔"(۱۷)

"عجائبات فرنگ" دل چسپ ہونے کے ساتھ ساتھ معلومات کا ایک خزانہ بھی ہے۔ اس کی دل چسپی کی بڑی وجہ اس کا انداز بیان ہے یوسف کمبل پوش نے انتہائی سادہ اور پر لطف اسلوب کو اپنایا ہے جابجا محاورات سے عبارت میں رنگینی اور صنائع بدائع سے چاشنی پیدا کی ہے۔ یہی رنگینی و چاشنی قاری پر ایک سحر طاری کر دیتی ہے اور وہ اس سحر میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ آج سے سو سوا سو برس پہلے کے رواج کے مطابق عبارت مقفیٰ و مسجع ہے کہیں کہیں قافیہ پیمائی بھی کی ہے لیکن عبارت کی چستی قاری کو بے مزہ نہیں کرتی اور قاری اس سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

"جب آدھی رات کا وقت ہوا، طوفان شدید آیا۔ سبھوں کا دل گھبرایا اور جہاز ڈگمگایا۔ مگر قدرت الٰہی سے زنجیر لنگر کی نہ ٹوٹی۔ روح کسی ذی حیات کے قفس بند سے نہ چھوٹی۔" (۱۸)

یوسف خاں کمبل پوش نے یہ سفر دنیا کے حالات جاننے کے شوق میں کیا تھا۔ ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ محض سیر و تفریح اور سیاحت کے شوق میں دور دراز کا سفر کیا جائے اس نے لندن اور پیرس کے تھیٹروں، سرکسوں، کلبوں اور مسافر خانوں کے حالات بڑے دل چسپ انداز میں قلم بند کیے ہیں۔ کمبل پوش قدم قدم پر مغربی معاشرت کی تعریف و تحسین تو کرتا ہے لیکن وہ کافی حد تک مشرقی اقدار کا پیروکار بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے جب لندن کے اوپیرا گھر (Opera House) میں رقاصائیں اسے باریک لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں تو وہ ان کی نیم عریانی کو ناپسند کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اقتباس:

"ہم اُس کے کہنے پر راضی ہو کر ناچ گھر چلے۔ وہاں جا کر سب مصروف تماشا ہوئے۔ دو رنڈیاں کہ ناچنے گانے میں یکتائے زمان تھیں رقص و سماع میں مشغول تھیں۔ ایسے کرتب دکھائے کہ سب سرور میں آئے مگر مجھ کو ایک امر ان کا پسند نہ آیا۔ وہ یہ کہ انھوں نے ناچتے وقت ایسا کپڑا مہین پہنا کہ تمام بدن خصوص جسم نہانی ان کا صاف نظر آتا، ناچتے ناچتے پاؤں اٹھائیں گویا لوگوں کو شرمگاہ اپنی دکھائیں۔ مرد رنڈی سب تماشا دیکھتے۔ اس امر نامناسب کو خلافِ حیانہ سمجھتے۔ یہ ماجرا خلافِ عقل نظر آیا۔" (۱۹)

اس اقتباس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یوسف خاں کمبل پوش جمال پرست ضرور ہے مگر ہندوستانی معاشرتی اقدار کا پیروکار ہونے کی وجہ سے وہ مغربی معاشرے کی عریانی کو ناپسند کرتا ہے۔ یہاں کمبل پوش اپنی مخصوص مشرقی اقدار کے پیمانوں کو مغربی معاشرت کے احتساب کے لیے استعمال کرتا ہے۔

یوسف کمبل پوش کی تحریر سے اس کی علمی ادبی اور سماجی معلومات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سفر نامہ نگار ہر شے کو ہندوستان کے سانچے میں ڈھال کر دیکھتا ہے اور اسے مایوسیوں اور محرومیوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اس نے ہندوستانیوں کی خامیوں کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ انگلستان کی صفات کو دل کھول کر بیان کیا ہے۔ وہ تلخ حقیقت کو دیکھ کر اس سے منہ نہیں موڑتا بلکہ حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر کے سرخرو ہوتا ہے۔

کمبل پوش ایک خوش مزاج متنوع اور ہمہ گیر شخصیت کا مالک ہے۔ اس نے اپنے سفر نامے میں کئی ایسے واقعات کو بھی پیش کیا ہے جن کو اگر منظر عام پر نہ بھی لایا جاتا تو اس کے سفر نامے کی مقبولیت میں کمی نہیں آنی تھی۔ کمبل پوش نے ایسے واقعات کو بھی بڑی بے باکی کے ساتھ کھول کر بیان کیا ہے مثلاً مصر میں گدھے پر سفر کرتے ہوئے گڑھے میں گر جانا اور عربی زبان سے ناواقفیت کی بنیاد پر مصیبت میں بہتر کہہ کر مدد کے لیے پکارنا ہی کیوں نہ ہوں اسی طرح انگلستان کے رسم و رواج سے ناواقفیت کی بناء

پر باورچی خانے میں نہانا بھی اس کی صاف گوئی کی مثال ہے۔ باورچی خانے میں نہانے کے واقعے کو وہ یوں بیان کرتا ہے:

> ”باورچی خانے میں ایک چھوٹا سا حوض کہ اس کے اوپر نل پیچدار تھا۔ بندہ وہاں کی راہ ورسم سے محض آشنا تھا۔ باورچی خانہ کو حمام سمجھ کر نہانے لگا اور پیچ نل کا کھول دیا۔ نوکر میرا بدن ملتا تھوڑی دیر میں پانی کمروں میں بھر گیا۔ تعجب کرکے عورت صاحب خانہ معہ پیش خدمت اپنی کی دوڑی آئی مجھ کو نہاتے دیکھ کر بہت ہنس کر چلی گئی۔ نوکر میرا اور میں بھی حیران ہوا کہ باعث ہنسی کا کیا ہے۔ شاید یہاں رسم نہانے کی نہیں کہ نہاتے دیکھ کر ہنسیں۔ میں نے نہا دھو کر حاضری منگوائی۔ اس وقت وہ عورت نوکر صاحب خانہ کی پھر آئی، فقیر نے اس سے پرسش کی کہ مجھے نہاتے دیکھ کر تو اور تیری بی بی کیوں ہنسی۔ وہ پھر بہت ہنسی۔ میں نے ہٹ کی، تب اس نے کہا جہاں تم نہائے باورچی خانہ ہے نہ غسل خانہ۔“ [۲۰]

یوسف خاں کمبل پوش نے عجائبات فرنگ میں وہاں کی ایجادات کو ایک عجوبہ کہا ہے۔ انھوں نے ہندوستان کی تہذیب کا موازنہ انگلستان کی تہذیب سے کیا ہے اور عقلی انداز میں اُس کی نشاندہی کی ہے۔ الہامی طرز تحریر اردو میں معدودے چند قلم کاروں نے اپنایا ہے جن میں انتظار حسین کے ہاں الہامی اسلوب نظر آتا ہے۔ جس کے ابتدائی نقوش یوسف خاں کے ہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک جگہ حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے عیب آدمیوں کا دیکھے گا خداوند تعالیٰ اس کے گناہوں پر نظر کرے گا۔ یہ بھی فرمایا کہ اے اُمت کے لوگو! جہاں تک تم سے ہو سکے اپنے ہم قوموں سے کسی کو بھوکا پیاسا نہ رکھو اور محتاجوں کو اپنے پاس جگہ دے کر کھانا پانی دو۔ وگرنہ تم نے مجھ کو بھوکا پیاسا رکھا۔ قیامت کے دن تم پر اُس کا عذاب ہوگا۔“ [۲۱]

ایسا اسلوب بہت کم مصنفین کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے جس میں انتہائی چھوٹے فقرے، خود ساختہ انداز اور آہنگ سے بھرپور جملے۔ یوسف خاں کمبل پوش نے جب یہ سفر نامہ لکھا تو اس کے ذہن میں افسانویت ہرگز نہ تھی۔ بلکہ سفر نامہ لکھنے کا مقصد صرف اُن کا داخلی جذبہ تھا جو بطور سیاح ان کو اُبھار تا رہتا۔ یہ سفر نامہ معلومات کا ایک خزانہ ہے جس میں ہندوستان اور انگلستان کی تاریخ، تہذیب، ثقافت اور رسم ورواج کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ افسانوی عناصر لاشعوری طور پر اس سفر نامے کے اندر وارد ہوئے ہیں جن میں ناول اور افسانے کے کئی بنیادی اجزاء بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً کہانی پن، منظر نگاری، جزئیات، سراپا، حسن اور افسانے کے دیگر عناصر شامل ہیں۔ ان عناصر کو اس خوش اسلوبی اور فنی مہارت کے ساتھ برتا گیا ہے کہ سفر نامے کے بعض مندرجات پر مکمل طور پر افسانے کا گماں ہوتا ہے۔

”عجائبات فرنگ“ کے غائر مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ کمبل پوش نے مناظر کو صرف آنکھ سے دیکھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے مشاہدے اور تجربے میں آنے والی ہر شے کا حصہ بن جانے اور اس پر اپنا ردعمل ظاہر کرنے کی مخلصانہ کاوش بھی کی ہے۔ کمبل پوش کا سفر صرف بصری یا نظری نہیں بلکہ جذباتی اور احساساتی بھی ہوتا ہے۔ اور انھوں نے ماضی کو حال میں لانے کی بھرپور سعی کی ہے۔ سفر نامہ میں جزئیات نگاری صرف واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ حصول عبرت، احساس و مسرت اور انسانی جذبات کی بھرپور عکاسی بھی کرتی ہے۔ طرز تحریر کے اعتبار سے بھی کمبل پوش کا سفر نامہ توجہ طلب اور لائق مطالعہ ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کمبل پوش کے سفر نامے میں تخلیقی شعور، تجربے اور داخلی جذب وکیف کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس میں تہذیبی، سماجی، سیاسی، معاشرتی، جغرافیائی حالات اور فطرت انسانی سے متعلق معلومات بھی ملتی ہیں۔

”عجائبات فرنگ“ میں یورپ کے لوگوں کی کافی حد تک تعریف وتوصیف کی گئی ہے اور ان کے مقابلے میں ہندوستان کے لوگوں کو ارزل تصور کیا گیا ہے۔ یہ تصور میرے خیال میں کولونیل ہے جو احساس کمتری میں مبتلا کرتا ہے۔ جس سے آج تک ہم آزاد نہیں ہو سکے۔

یوسف خاں کمبل پوش کا سفر بے مقصد سفر تھا۔ صرف اپنے شوق کی تکمیل اور عجائبات عالم کو دیکھنے کی چاہ نے انھیں دیار غیر کے سفر پر آمادہ کیا۔ سفر نامے کی ابتداء اور روایت کے حوالے سے پروفیسر منور رؤف اپنے الفاظ یوں سپرد قلم کرتے ہیں:

> ”بڑی دل چسپ بات یہ ہے کہ یوسف خاں کمبل پوش کا سفر نامہ بھی غیر شعوری طور پر ہی اردو کا اولین سفر نامہ بن گیا ہے۔ وہ خود سفر نامے کے بنیادی تقاضوں سے ناآشنا تھے۔ بس ان کے مزاج کی آزادہ روی نے دوران سفر انھیں ایک بے

فکر اور آزاد سیاح بنائے رکھا جس نے نہ صرف انگلستان اور فرانس کی مادی زندگی کی چکا چوند اور تماشے دیکھے بلکہ ہندوستان کی زبوں حالی پر بھی گہری نظر ڈالی اور ان سب یادداشتوں کو نہایت دل چسپ اور شگفتہ انداز میں سپردِ قلم کر دیا۔"(۲۲)

یوسف خان کمبل پوش کا سفر نامہ "عجائبات فرنگ" اپنے اندر تاریخی شعور لیے ہوئے ہے۔ جب انھوں نے یہ سفر نامہ لکھا تو وہ سفر نامے کے رموز سے واقف نہیں تھے۔ سیدھے سادے انداز میں اپنے سفر کی رُوداد بیان کی۔ یورپ میں جس چیز کا مشاہدہ کیا اس کو آنکھ بند کر کے ضبطِ تحریر میں لائے۔ گو عام زندگی میں بھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جو ایک تخیل بھرے افسانے کا تصور پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حامد حسین قادری، داستان تاریخ اردو، کراچی، ۱۹۶۲ء، ص: ۳۶۹
۲۔ خالد محمود، اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۱۲ء، ص: ۹۵
۳۔ انور سدید، اردو ادب میں سفر نامہ، لاہور: مغربی پاکستان، اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۱۲
۴۔ کمبل پوش، عجائبات فرنگ، مرتبہ: تحسین فراقی، لاہور: مکہ بکس، ۱۹۸۳ء، ص: ۵۵۔۵۶
۵۔ ایضاً، ص: ۵۷
۶۔ ایضاً، ص:۹۰
۷۔ ایضاً، ص:۱۹
۸۔ ایضاً، ص:۱۵۴
۹۔ ایضاً، ص:۱۵۴
۱۰۔ ایضاً، ص:۴۰۔۴۱
۱۱۔ ایضاً، ص:۳۵
۱۲۔ ایضاً، ص:۷۱
۱۳۔ ایضاً، ص:۱۱۷
۱۴۔ ایضاً، ص:۳۹۔۴۰
۱۵۔ ایضاً، ص:۳۰۔۳۱
۱۶۔ ایضاً، ص:۳۴
۱۷۔ ایضاً، ص:۱۸۔۱۹
۱۸۔ ایضاً، ص:۲۱
۱۹۔ ایضاً، ص:۸۴
۲۰۔ ایضاً، ص:۴۵۔۴۶
۲۱۔ ایضاً، ص:۶۱
۲۲۔ رؤف پروفیسر، مشمولہ: خیابان، اصناف نثر نمبر، شمارہ ۱۹۹۴ء۔۱۹۹۵ء، ص: ۳۰۵۔۳۰۶